ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

یہودیت میں خوشی وغمی کی مروجہ رسومات اور ان کی معاشرتی اہمیت وافادیت (ایک تحقیقی مطالعہ)

Traditional Practices of Joy and Sorrow in Judaism and Their Social Importance and Benefits: A Research Study

☆**Dr. Irfan Jafar**
Lecturer Islamiat, Govt Graduate College, Sahiwal
International Post-Doc Fellowship, Islamic Research Institute, IIU, Islamabad.
(Email: i.z03035040887@gmail.com)

☆☆**Amir Shahzad**
PhD Scholar GC University Lahore, / Lecturer, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore.
(hafiz.amirshahzad0300@gmail.com)

☆☆☆**Hafiz Ghulam Yaseen**
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
(Email: hafizghulamyaseen4541@gmail.com)

Abstract:

The importance of rituals of joy and sorrow in human societies is well-established. These practices are shaped by the specific conditions and beliefs of each nation and community, and they become so ingrained over time that they cannot be erased overnight by the decree of a king or the dominance of a group. The pursuit of happiness and joy is a natural human inclination, and to achieve this, various methods are constantly sought. Some of these methods are religious and social, national and international, while others become regional and local customs and festivals. These rituals and festivals bring much happiness to human life; without them, life would be very dry and dull, which is contrary to human nature. Therefore, in an Islamic society, various festivals are organized to express gratitude for the blessings of Allah. These days of joy and happiness are essentially a means of showing gratitude for blessings.Just as in Islam, other revealed religions also have numerous religious, national, and social festivals and rituals of joy and sorrow, as happiness and sorrow are natural emotions. The expression of these emotions gives rise to many rituals that reflect the religion and culture of the society in which they are practiced. Judaism also has its own established rituals and festivals of joy and sorrow, which are detailed in its religious literature. Below is a brief overview of the customary rituals observed by Jews, which they celebrate with great respect and attention. This research study delves into the traditional practices of joy and sorrow within Judaism, examining their social importance and benefits. The study aims to understand how these rituals are observed, their historical and cultural significance, and their impact on Jewish communities. By analyzing various aspects of these

practices, the study highlights their role in strengthening communal bonds, providing emotional support, and preserving cultural heritage.

Key words: Judaism, Rituals of Joy, Rituals of Sorrow, Social Importance, Cultural Significance, Communal Bonds, Cultural Heritage, Traditional Practices

تعارف

انسانی معاشرے میں خوشی و غمی کی رسوم و رواج کی اہمیت مسلمہ ہے یہ ایسے افعال ہوتے ہیں جو ہر ملک و ملت کی خاص حالت اور اعتقادات کی بناء پر مرور زمانہ سے قائم ہوتے ہیں اور ان میں سے اس درجہ استحکام ہوتا ہے کہ وہ کسی بادشاہ کے حکم یا کسی جماعت کے غلبہ آراء سے ایک دن میں مٹ نہیں سکتے۔ انسانی زندگی میں خوشی و مسرت کا حصول فطرت کا تقاضا ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے فطرت مختلف طریقے تلاش کرتی رہتی ہے۔ ان میں سے کچھ خوشی کے طریقے دینی و سماجی، ملکی و بین الاقوامی ہیں اور کچھ علاقائی اور مقامی رسوم و رواج اور تہوار بن جاتے ہیں۔ ان رسومات و تہواروں کے ذریعے انسانی زندگی میں بہت سی مسرتیں حاصل ہوتی ہیں اگر یہ تہوار نہ ہوں تو زندگی بہت خشک اور بے رونق ہو جائے جو کہ انسانی فطرت کے بالکل برعکس ہے اس لئے اسلامی معاشرہ میں مختلف تہواروں کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر سکیں۔ یہ خوشی و مسرت کے ایام اصل میں شکران نعمت کا ایک ذریعہ بھی ہیں۔ اسلام کی طرح دیگر الہامی ادیان میں خوشی و غمی کی متعدد دینی و ملی اور ملکی تہوار و رسومات موجود ہیں۔ کیونکہ خوشی و غمی ایک فطری جذبہ ہے۔ اور اس خوشی اور غمی کے اظہار میں بہت سے رسومات جنم لے لیتی ہیں۔ اور یہ رسوم و رواج جس معاشرے میں رائج ہوتی ہیں اس معاشرے کی ملت اور دین کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہودیت میں بھی خوشی و غمی کی مروجہ رسومات ور تہوار موجود ہیں۔ جن کے حوالے سے یہودیت کے مذہبی لٹریچر میں تعلیمات و احکامات موجود ہیں۔ ذیل میں یہودیوں کے ہاں جو مروجہ رسومات ہیں جنہیں وہ بڑے احترام و اہتمام کے ساتھ مناتے ہیں ان کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جائے گا۔

1. قربانی

قدیم ایام سے ہی یہودی قربانی دیا کرتے تھے۔ یہ ان کی عبادت کا اہم جزو سمجھی جاتی تھی۔ چوپایوں میں بھیڑ بکریاں اور پرندوں میں فاختہ اور کبوتر کو ترجیح دی جاتی تھی۔ اسرائیلی معابد میں آگ ہر وقت جلتی رہتی اور اس میں قربانی کے جانور پورے ڈال جاتے تھے۔ لیکن اجناس کی قربانی کی صورت میں ان کا کچھ حصہ جلا دیا جاتا اور باقی ماندہ حصہ پروہتوں کو دے دیا جاتا ہے۔

سوختنیٰ قربانی ایسے موقعوں پر دی جاتی جب کوئی شخص کسی جرم کا مرتکب ہونے کے بعد اس کی تلافی کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کے علاوہ خاص مواقع پر بھی قربانیاں دی جاتی مثلاً جب نیا چاند نمودار ہوتا تو پورے خاندان کی طرف سے قربانی پیش کی جاتی۔ قربانی کے دوران باجے بجائے جاتے اور بگل بجایا جاتا۔ فصل کٹائی کرنے کے آغاز کرنے سے پہلے قربانی دی جاتی اور کٹائی کی تکمیل پر قربانی دی جاتی۔

اسرائیلوں میں سب سے اہم دن ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ تھی۔ اس دن قربانی کا خاص اہتمام کیا جاتا، پروہت اعلیٰ معابد کے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

اندرونی حصے میں داخل ہوتے اور اپنے خاندان کی طرف سے دو بکرے قربانی کرتے، ایک یہوداکے لئے مخصوص کر دیا اور دوسرا عزرا کے لئے وقف ہوتا۔ یہوداکا بکرا گناہوں کے کفارے کے طور پر پیش کیا جاتا دوسرے بکرے پر وہت اعلیٰ بنی اسرائیل کے گناہوں کو منتقل کرکے اسے جنگل کی طرف ہنگار دیتا تھا۔(1)

2. عید فصح/ فسح

یہودیوں کی سب سے بڑی عید ہے، رب یسوع مسیح کے زمانہ کے زمانہ میں اس عید پر برہ ذبح کیا جاتا ہے جو اس برے کی یاد دلاتا جسے بنی اسرائیل کے باپ دادا کے ملک مصر میں اپنی پہلی فسخ (Pass over) کے موقع پر قربان کیا جاتا تھا، اور اس کا خون اپنے دروازوں کی چوکھٹوں پر لگایا تھا جب رب تعالیٰ کا فرشتہ پہلوٹھوں کو مارنے کے لئے آیا تو بنی اسرائیل کے نشان زدہ گھروں کو چھوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ یہ وہ دینی رسم ہے جسے یہودی خروج کی یاد میں اور مصر سے بھاگنے کی یاد میں مناتے ہیں۔ یہ عید اپریل کی ۱۴ تاریخ کی شام کو شروع ہوتی ہے اس کے منانے کی تاریخیں 16, 15 اپریل ہیں۔(2)

یہودیوں کی یہ رسم دراصل مصر کے دور اسیری سے نجات کی یاد تازہ رکھنے اور رب کے اس احسان کی شکر گزاری کرنے کے لیئے عطا کیا گیا۔ کتاب الاحبار کے باب 23 آیت نمبر 4 میں یہودیوں کو یہ تہوار منانے کا حکم دیا گیا اور کتاب الخروج کے باب ۱۳ کی آیت ۳ میں انہیں اس رسم کو منانے کا انداز یوں سکھایا گیا۔

''Remember this day in which you came from Egypt.''

"اس دن کو یاد کیا کرو جس دن تمہیں مصر کی غلامی سے نجات عطا ہوئی"(3)

لیکن یہود کی رسم پرستی نے اس تہوار کی سادگی اور شکر گزاری کے قلبی اعتراف کو طرح طرح کے ظاہری رسوم ورواج سے لاد کر اس کی اصل روح کو فراموش کر دیا۔

3. عید تجدید (حنوکا)

یہ عید دسمبر کے مہینے کے دوران آٹھ دن کے لئے منائی جاتی ہے۔ اس تہوار کے موقع پر بے شمار رسوم ہوتی ہیں جن میں سب سے اہم موم بتیاں روشن کرنا ہے۔ ایک شمع حنوکا کی پہلی رات جلائی جاتی ہے، دوسری رات دو شمعیں جلائی جاتی ہیں، یوں ہر رات ایک شمع کا اضافہ ہوتا جاتا ہے اور آٹھویں رات آٹھ شمعیں جلائی جاتی ہیں۔ یہ تہوار ایک فتح کی یاد میں منایا جاتا ہے جب 164 قبل مسیح میں یہودیوں کو شامی اور یونانی حکمرانوں پر فتح حاصل ہوئی۔ جب اسکی خوشی منائی گئی تو ایک معجزہ ہوا کہ ایک رات کے تیل سے شمع جلائی گئی مگر غائبانہ مدد سے

1 تالمود، مترجم سٹیفن بشیر، ص:212۔

2 عہد نامہ قدیم احبار، 23:34، عہد نامہ جدید یوحنا، 7:2، تالمود، ص:223۔

3 کتاب زبور، پیدائش باب 1، آیات 19 تا 16

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

تیل میں اضافہ ہوتا گیا اور یہ شمع آٹھ روز تک جلتی رہی۔ چنانچہ اسی کی یاد میں اس تہوار کی تقریبات آٹھ روز تک جاری رہتی ہیں۔ شمعیں جلانے کے بعد عبادات شروع ہوتی ہیں جس میں خدا کی نعمتیں اور انعامات گنوائے جاتے ہیں۔

اس موقع سپیشل کھانے بھی پکائے جاتے ہیں جو کہ تیل میں تلے ہوئے ہوتے ہیں (مقدس تیل کی یاد میں) ان میں سب سے اہم ڈش تیل میں بھجی ہوئی آلو کی ڈش latke ہے اسی طرح کی ایک اور ڈش Sufganiot بھی ہے۔ اس موقع پر خاص قسم کی games بھی کھیلی جاتی ہیں اور تحائف کا تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ اور اس عید کے بعد ہیکل کی تجدید کی یادگار منائی جاتی ہے۔[1]

4. عید پوریم/فوریم

پوریم ایک خوشی کی ایک ہے۔ یہ دن یہود ہامان کے ہاتھ سے بچنے کی خوشی میں مناتے ہیں جو ۱۱ فروری کو منایا جاتا ہے۔ یہ قدیم دور میں ایران میں یہودیوں کی بادشاہ پر فتح کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ 365 قبل مسیح میں ایران میں آکاش ویرش نامی بادشاہ کی حکومت تھی جس کے متعصب وزیر کا نام ہامان تھا۔ یہ وزیر یہودیوں کا جانی دشمن تھا تاہم بادشاہ کی مرضی کے خلاف کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اپنے کپڑوں میں بت چھپا کر یہودیوں سے مطالبہ کرتا تھا کہ اسے سجدہ کریں۔ ایک بزرگ یہودی موو ڈیکائی نے اسکے مشرکانہ حکم کی تابعداری سے انکار کیا تو وزیر ہامان نے ارادہ کیا کہ ایران کے تمام یہودیوں کو قتل کرادے گا۔ وہ اپنے بادشاہ آکاش ویرش کے پاس گیا اور مختلف طرح کے الزامات یہودیوں پر عائد کیئے۔ وزیر کی باتوں میں آکر بادشاہ نے ملک کے چاروں کونوں میں حکم بھجوایا کہ تمام یہودیوں کو قتل کر دیا جائے۔

اسی دوران خوش قسمتی سے بادشاہ کو ایک یہودی عورت "Esther" پسند آگئی اور بادشاہ نے اسے اپنی ملکہ بنالیا۔ یہودی بزرگ موڈیکائی کو ملکہ کے یہودی ہونے کا پہلے سے علم تھا۔۔ اس لیئے ایک دن وہ ملکہ کے محل میں ٹاٹ کے پیوند لگے کپڑے پہن کر حاضر ہو گیا۔ ملکہ حیران پریشان ہوئی اور اسے ایک اچھا لباس تحفے میں دیا جسے موڈیکائی نے پہننے سے انکار کر دیا۔ جب ملکہ نے وجہ پوچھی تو اسے ساری حقیقت بتائی گئی۔ اور فریاد کی گئی کہ یہودیوں کو قتل ہونے سے بچایا جائے۔ مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ وزیر ہامان بادشاہ کو قتل کرا کے خود بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ ملکہ نے ساری حقیقت بادشاہ کو بتائی۔ یہ سازش بے نقاب کرنے پر موڈیکائی کو انعامات سے نوازا گیا اور بادشاہ کے علاوہ ہزاروں یہودی قتل ہونے سے بچ گئے۔ وزیر ہامان کو تختہ دار تک پہنچایا گیا۔ یہ یہودی کیلنڈر کا مہینہ Adar تھا جب یہودیوں کو غیر متوقع فتح نصیب ہوئی۔ اس مہینے کی چودہ اور پندرہ تاریخ کو منایا جانے والا تہوار Purim دراصل اسی واقعے کی یاد تازہ کرتا ہے۔[2]

جبکہ اس کا دوسرا نام عید فوریم بھی ہے لیکن یہ الگ الگ عید ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہامان کے پر فریب منصوبے سے عبرانیوں کی رہائی کی یاد منائی جاتی ہے۔ یہ دونوں عیدیں ایک ہی خوشی کے سلسلے میں منائی جاتی ہیں جبکہ عید فوریم مارچ کی 14 تاریخ کو بڑے تزک و

1 تالمود، ص228۔

2 کتاب خروج، 9:20

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

احتشام کے ساتھ منائی جاتی ہے۔(1)

5. یوم السبت

مسلمانوں کے ہفتہ وار تہوار جمعہ کی طرز پر یہودیوں کے لیئے ہفتہ کا دن یوم السبت قرار پایا۔ یہ دن عبادت اور یاد الٰہی کے لیئے مخصوص کیا گیا۔

''Six days shall work be done, but on the seventh day is a sabath of solemn rest, you shall do no work, it is a sabath to the Lord in all your dwellings.''

"چھ دن روز گار حاصل کرو مگر ساتویں دن ایک مقدس تہوار ایک مکمل آرام کا دن سبت ہے۔ تم اس دن ہر گز کوئی کام نہیں کرو گے۔ یہ دن تمام رہائشی آبادیوں میں خدا کا دن سبت منایا جائے گا۔"(2)

سبت کے دن کا آغاز جمعہ کو غروب آفتاب سے 18 منٹ قبل شروع ہوتا ہے اور ہفتہ کو غروب آفتاب کے ایک گھنٹے بعد تک قائم رہتا ہے۔ یہودی اصطلاح میں سبت کے معنی ہی کام سے گریز کے ہیں۔ یہ دن خدا کے ساتھ یہودیوں کے عہد کا دن تسلیم کیا جاتا ہے۔ جس میں وہ نہ صرف ہر طرح کے کام سے آزاد ہو کر جسمانی آرام کرتے ہیں بلکہ دعائیں، نماز اور توریت پڑھ کر روحانی سکون بھی حاصل کرتے ہیں۔

اس دن کے استقبال کے لیے روایتی طور پر سفید کپڑے والی ایک میز بچھائی جاتی ہے جہاں "سبت والی موم بتیاں" نمایاں جگہ پر رکھی جاتی ہیں۔ یہ موم بتیاں خاص سبت کے لیے وقف ہوتی ہیں۔ جن کی کم سے کم تعداد دو مقرر کی گئی ہے۔ دو کی یہ تعداد خدائی غذا من و سلویٰ کی یاد میں ہے۔ یوم سبت پر جمعہ کی شام سے موم بتیوں کا جلنا ایک لازمی فعل ہے۔ آج کل یہودی کیلنڈروں میں موم بتیاں جلانے کے ٹھیک اوقات بھی شائع کیے جاتے ہیں۔ روایتی طور پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر بچے کی پیدائش پر ایک موم بتی اضافی طور پر بھی لگائی جائے۔ سبت کے لیے عام طور پر سفید موم بتیاں منتخب کی جاتی ہیں۔ جنہیں یہودی اصطلاح میں Nerot Shabbat کہا جاتا ہے۔ انہیں جلانے کا کام خواتین انجام دیتی ہیں جو ان کے مذہبی فرائض کا ایک حصہ ہے۔ موم بتیاں سورج غروب ہونے سے اندازاً اٹھارہ منٹ قبل روشن کی جاتی ہیں۔ پہلے خواتین اپنا سر ڈھانپتی ہیں اور پھر دائیں طرف سے روشن موم بتیوں کو تین دفعہ اپنی طرف لہراتی ہیں۔ جس کا مطلب تقدس کا اظہار ہے۔ بعد ازاں وہ اپنے ہاتھوں سے آنکھیں بند کر کے چند آیات پڑھتی ہیں۔ جس کا مطلب ہوتا ہے کہ انہوں نے خدا کے احکامات کی تعمیل کا اقرار کر لیا ہے۔ موم بتی پر پڑھی جانے والی دعا کے الفاظ یہ ہیں:

"اے ہمارے مالک۔ کائنات کے آقا۔ آپ بہت متبرک ہیں کیونکہ آپ نے ہم پر اپنے احکامات اتارے ہیں اور ہمیں سبت کی روشنی

1 Encyclopedia of Religion and Ethics, vol:3,p:709,

2 کتاب الاحبار، 2:23

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

کے اہتمام کا حکم دیا ہے۔"

شمع روشن کرنے کے بعد وہ خاتون اپنے اور اپنے گھر والوں کی خیر و برکت کے لیئے دعا مانگتی ہے۔ اس کی دعا ہوتی ہے کہ اسکے بچے بڑے ہو کر توریت پر عمل کریں۔ یہودیوں کے نزدیک یہ وقت قبولیت دعا کا ہوتا ہے۔ اگر گھر میں کوئی عورت موجود نہ ہو تو شمع جلانے کا یہ کام مرد بھی انجام دے سکتا ہے۔ تاہم کوشش کی جاتی ہے کہ شمع جلانے کا یہ کام کوئی غیر شادی شدہ لڑکی ہی انجام دے تا کہ وہ بھی یوم سبت کی رسومات کو سیکھ سکے۔ ہفتے کا دن یہودیوں کے مبارک خیال کیا جاتا ہے اس دن وہ سارے کام کاج چھوڑ کر عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (1)

تقریبات سبت اور شراب

یوم سبت کے پہلے کھانے میں شراب کو بڑی اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہودی روایات میں شراب کو نیکی اور خوشی دونوں کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ کتاب زبور میں درج ہوا ہے کہ:

"شراب آدمی کے دل کو شاد کرتی ہے۔"(2)

یہودی شراب پیتے وقت بھی خدا کو یاد کرتے ہیں تاہم سبت کے کھانے پر عام رنگ کی بجائے سرخ رنگ کی شراب کو ترجیح دی جاتی ہے۔ تالمود میں اس خدائی حکم پر کہ یوم سبت کو یاد رکھا کرو، تشریح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ:"یوم سبت کو شراب کے جام کے ساتھ یاد رکھا کرو" یہ شراب نوشی یوم سبت پر صبح اور شام کو کی جاتی ہے اور اس مقصد کے لیے شیشے کا ایک مخصوص جام استعمال کیا جاتا ہے جس سے حاضرین باری باری لطف اندوز ہوتے ہیں۔ شراب کے بعد روٹی کے ٹکڑے کھانے کی باری آتی ہے جس سے پہلے کہنی تک دو دفعہ ہاتھ دھونا ضروری ہے۔ تاہم کہنی خشک ہونے سے پہلے پہلے ہاتھ اٹھا کر ایک دعا مانگنی بھی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ جروری ہے کہ ہاتھ دھونے سے پہلے انگوٹھی یا تعویذ اتار لی جائے۔ روٹی کھاتے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھی جاتی ہے۔

"آقا ہمارے متبرک آقا۔ مالک کائنات تو ہی ہمیں کھانے کے لیے روٹی دیتا ہے۔"

عبادت گاہ سے واپسی پر سبت کے دوسرے کھانے کا اہتمام ہوتا ہے جس سے قبل ہر یہودی شراب پیتا ہے۔ اور سبت کھانے کے مذکورہ طریقے پر ہاتھ دھوتا ہے۔ شام کے وقت یہودی ایک بار پھر عبادت گاہ جاتے ہیں۔ جہاں دعائیہ ترانوں کے بعد ایک بار پھر مقدس کھانا کھایا جاتا ہے جو آلو گوشت اور پھلیوں والی سبزیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یوم سبت کے آخری حصے میں havadah کی ایک تقریب انجام دی جاتی ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اب یوم سبت ختم ہو گیا ہے اس تقریب میں بھی کاروائی کا آغاز شراب سے کیا جاتا ہے۔ اور ایک خصوصی موم بتی اضافی طور پر جلائی جاتی ہے۔ ہر یہودی اس موم بتی کی روشنی میں اپنی انگلیوں کو پھیلا کر غور سے دیکھتا ہے اور اس بات کی

---

1 کتاب خروج، 8,9:20

2 زبور 15:104

غمازی کرتا ہے کہ اس آگ کا استعمال سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اول ترین سبت کے بعد کیا تھا۔ جام شراب میں شراب لبریز طور پر بھری جاتی ہے جس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ امید ہے کہ ان کا اگلا ہفتہ بھی نعمتوں اور برکتوں سے اسی طرح بھرپور ہو گا۔ شراب کا پیالہ اٹھا کر یہودی خدا کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ جس کے جواب میں سب مل کر آمین کہتے ہیں۔ یوم سبت ہفتے کے دن کو باقی دنوں سے الگ سمجھے جانے کی خاطر اسے havadah کہتے ہیں۔ شراب انڈیلی جاتی ہے موم بتی جلائی جاتی ہے اور شرعی لحاظ سے تیار کردہ مصالحہ جاتی ڈبے رکھے جاتے ہیں۔

تقریب کے اختتام پر موم بتی پر شراب انڈیلی جاتی ہے اور اسطرح موم بتی بجھا دی جاتی ہے۔ پھر باقی بچی ہوئی شراب سب مل کر پیتے ہیں۔ بعض یہودی شراب میں اپنی انگلیاں ڈبو کر انہیں چاٹتے بھی ہیں۔

حکم الٰہی سے یاد الٰہی کے لیئے مقرر کیا جانے والا یہ وہ اہم ترین دن ہے جس سے یہودیوں کو آزمایا گیا۔ یہ مزکورہ ایام کے برعکس سالانہ نہیں ہر ہفتے منایا جانے والا دن ہے جسے خالق نے فقط اپنی عبادت کے لیئے مخصوص فرمایا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ یہودیوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی۔ انہیں منع کیا گیا تھا کہ اس روز مچھلیاں نہ پکڑیں ہفتے کے باقی چھ دن پکڑ سکتے ہیں مگر وہ خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے اور عذاب الٰہی کے مستحق ٹھہرے۔

6. سال سبت

یوم سبت کی طرح یہودیوں کے ہاں ایک سال سبت بھی منایا جاتا ہے۔ ہر سات سال کے آخری سال کو وہ سال سبت کہتے ہیں اور یوم سبت ہی کی طرح مناتے ہیں۔ اس پورے سال میں کوئی کھیتی باڑی نہیں کی جاتی اور نہ ہی تیار شدہ فصل اٹھائی جاتی ہے۔ یہودی شریعت میں اس برس فصل اگانا حرام ہے کیونکہ خداوند نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔

اور رب تعالٰی نے کوہ سینا پر موسٰی سے کہا:

"اس ملک میں جو میں تم کو دیتا ہوں تو اس کی زمین بھی خداوند کے لیئے سبت کو مانے۔

تو اپنے کھیت کو چھ برس بونا اور اپنے انگورستان کو چھ برس چھانٹنا۔ اور اس کا پھل جمع کرنا۔

لیکن ساتویں سال زمین کے لیئے خاص آرام کا سبت ہو۔ یہ سبت خداوند کے لیئے ہو۔ اس میں نہ تو اپنے کھیت کو بونا اور نہ اپنے انگورستان کو چھانٹنا۔ یہ زمین کے لیئے خاص آرام کا سال ہو۔"[1]

اور کتاب خروج میں ہے:

"اور چھ برس تک تو اپنی زمین میں بونا اور اسکا غلہ جمع کرنا مگر ساتویں برس اسے یوں ہی چھوڑ دینا کہ پڑی رہے تاکہ تیری قوم کے مسکین اسے کھائیں اور جو ان سے بچے اسے جنگلی جانور چر لیں۔ اپنے انگور اور زیتون کے باغ سے بھی ایسا ہی کرنا۔ چھ دن تک اپنا کام کاج کرنا اور

---

1 کتاب الاحبار، باب 25 آیات 2 تا 6

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

ساتوں دن آرام کرنا تاکہ بڑے بیل اور گدھے کو بھی آرام ملے اور تیری لونڈی کا بیٹا اور پردیسی تازہ دم ہو جائیں۔"[1]

سال سبت کا یہ طریقہ توریت کی مندرجہ بالا آیات اور ان دوسری آیات کی پیروی میں ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ خدا نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں بنایا اور ساتویں دن اس نے آرام کیا۔ سال سبت منانے کا دوسرا مقصد اپنے آپ کو خدا کی اس قوت کا احساس دلانا ہے کہ زمین کی کوئی فصل خدا کی قدرت کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی۔ وہی تمام زمینوں اور پیداوار کا اصل مالک ہے۔ اسی بابت کتاب استثناء میں یہ تحریر ہے:

"ہر سات سال بعد تو چھٹکارہ دیا کرنا اور چھٹکارہ دینے کا طریقہ یہ ہو کہ اگر کسی نے اپنے پڑوسی کو کچھ قرض دیا ہو تو وہ اسے چھوڑ دے اور اپنے پڑوسی یا بھائی سے اس کا مطالبہ نہ کرے۔ کیونکہ خداوند کے نام سے اس پر چھٹکارے کا اعلان ہوا ہے۔ پردیسی البتہ غیر یہودی سے تو اسکا مطالبہ کر سکتا ہے۔"[2]

لہٰذا اس فرمان کے مطابق یہودی اس آخری سال میں اپنے سارے قرضے معاف کر دیتے ہیں جس سے مراد صدقہ ہوتا ہے۔ تاہم اس اصول کا اطلاق عمومی طور پر محض زرعی قرضوں پر ہوتا ہے۔

موجودہ دور میں اسرائیل میں مندرجہ بالا قانون پر عمل کرنا بہت مشکل ہو رہا ہے اس لیئے اسرائیل کے ربیون کی کونسل نے اب یہ حل نکالا ہے کہ یہودی اپنی فصل پہلے غیر یہودی کو فروخت کریں اور انہیں اس فصل کا مالک بنائیں اس مقصد کے لیئے وہ ایک معاہدہ تشکیل دیتے ہین جس میں گواہ کے طور پر ربی بھی دستخط کرتا ہے۔ پھر سبت سال کے آکر میں غیر یہودی یا تو اس فصل کا دوبارہ مالک بن جاتا ہے یا فصل کی طے شدہ قیمت ادا کر دیتا ہے۔

7. یوم خمیس

یہ یونانی لفظ ہے جس کے معنیٰ ہیں پچاسواں، یہ عید فصح کے بعد پچاسویں دن منایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ تہوار اس نام سے موسوم ہے۔ اس موقع پر یہ رسم ادا کی جاتی ہے کہ پروہت نئے گیہوں کی روٹی کی دو خمیری روٹیاں یہوداہ کے سامنے کرتے ہیں اور پھر اسے کھالیا جاتا ہے۔ اس وقت سات بھیڑیں یا بیل اور دو دنبے ذبح کئے جاتے ہیں اس دعوت میں غرباء مساکین، بیواؤں اور یتامیٰ اور مسافروں کو مدعو کیا جاتا ہے۔

8. بابرکت سورج کا تہوار

توریت میں درج ہے کہ:

"سو خدا نے دو بڑے نور بنائے۔ ایک نور اکبر کہ دن پر حکم کرے اور ایک نور اصغر کہ رات پر حکم کرے اور خدا نے انہیں فلک پر رکھا

---

1 کتاب خروج 23:10 تا 12

2 کتاب الاحبار 15:1 تا 3

تاکہ زمین پر روشنی ڈالیں اور دن رات پر حکم کریں اور اجالے کو اندھیرے سے جدا کریں اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے اور شام ہوئی اور صبح ہوئی سو چوتھا دن ہوا"[1]

روایات کے مطابق تخلیق نور کا یہ عمل بدھ کے روز ہوا تھا۔ جب کہ اسکا تخمینی وقت یروشلم کے وقت کے مطابق شام چھ بجے کا تھا۔ یہودی روایات کے مطابق تخلیق کا یہ دن یہودی کیلنڈر کے پہلے مہینے "Nisan" میں ہر سال دوبار آتا ہے۔ جبکہ تخلیق روز و شب کے ٹھیک چھ بجے شام اٹھائیس سال کے بعد سورج دوبارہ اپنے مقام پر واپس آتا ہے۔ لہٰذا ایسے موقع پر بابرکت سورج کا نغمہ پڑھا جاتا ہے۔ لیکن کیونکہ سورج ساری دنیا میں ٹھیک اس وقت موجود نہیں ہوتا۔ اس لیے طے کیا گیا ہے کہ بابرکت سور کا یہ نغمہ بدھ کو دن کے وقت ہی پڑھ لیا جائے ۔بابرکت سورج کا یہ نغمہ گذشتہ صدی میں آخری دفعہ ۱۹۸۱ میں گایا گیا تھا۔ جس کے بعد یہ ۸ اپریل ۲۰۰۹ کو گایا گیا تھا۔ اب یہ ۲۰۳۷ میں گایا جائے گا۔ تخلیق سورج کا عمل دیکھنے کے لیے یہودی اس تاریخ کو میدان میں جمع ہوتے ہیں اور یہ دعا پڑھتے ہیں۔

"برکت والے آپ ہیں رب ہمارے خدا۔ کائنات کے بادشاہ جو تخلیق کے کام کو سرانجام دیتے ہیں"

اگرچہ اس دعا کے لیے کم از کم دس بالغ مردوں کی موجودگی لازمی نہیں ہے لیکن اکثر یہودی علمائ زور دیتے ہیں کہ دعا کے لیے ایک بڑی تعداد کو ضرور موجود ہونا چاہیے۔ اگر کسی وجہ سے سورج بادل سے چھپ جائے تو یہ دعا ملتوی کر دی جاتی ہے۔ تاہم اگر دوپہر تک بھی سورج چھپا ہوا ہی رہے تو پھر دعا اسطرح پڑھی جاتی ہے۔

"بابرکت ہے آپ کی ہستی جو تخلیق کے کام کو سرانجام دیتی ہے" یعنی اس میں سے خدا کے نام کو نکال دیا جاتا ہے۔ مردہ کے غمگساروں کو تدفین سے پہلے یہ نغمہ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ نابینا افراد اپنی جانب سے کسی اور فرد کو بھی اس کام کے لیے مقرر کر سکتے ہیں۔ لیکن اس حمد کے جواب مین نابینا افراد کو خود آمین کہنا لازمی ہے۔

9. عید فطیر

بے خمیری روٹی کی عید فسح کی عید کے بعد شروع ہوتی ہے اور سات دن تک جاری رہتی ہے۔ یہودیوں کو کتاب الاحبار کے باب ۲۳ آیت نمبر ۶ میں منانے کا حکم دیا گیا ہے۔

"And on the fifteenth day the same month is the feast of unleavened bread to the loard; on seventh day shell eat unleavened bread ."

"اور اسی نیساں کے مہینے کی ۱۵ تاریخ کو خداوند کے لیئے بے خمیری روٹی کا تہوار مشروع کیا جائے گا اور اسطرح کے سات دن تم بے خمیری روٹی ہی کھایا کروگے۔"[2]

---

1 کتاب الاحبار، 4:23

2 کتاب الاحبار، 6: 23

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

لیکن یہودیوں نے اس تہوار کو بھی صرف اس حکم تک محدود نہیں رکھا بلکہ ان ایام میں پھلوں بنا کانٹے کی مچھلی کے گوشت اور مرغ سمیت کئی دیگر ماکولات و مشروبات کو بھی اس تہوار کا لازمی حصہ بنایا۔ غالباً آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودیوں کی طرف سے ایسے ہی افراط کو دیکھ کر عاشورہ یعنی یہودیوں کے مصر سے آزادی کے دن کا روزہ رکھنے کو پسند فرمایا۔

اس عید کو بے خمیری روٹی کی عید اس لئے کہتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے نکلے تھے تو اتنی جلدی میں تھے کہ روٹی پکانے کے لئے آٹے میں خمیر نہ ملا سکے جو روٹیاں انہوں نے ساتھ لیں وہ بغیر خمیر کے تھیں۔[1]

10. پہلی فصل کا تہوار

بے خمیری روٹی کے تہوار کے بعد آنے والے پہلے سبت کے اگلے روز یہ تہوار منایا جاتا ہے۔ اس کا حکم بنی اسرائیل کو ان الفاظ میں دیا گیا:

"When you came into the land which I gave you of you harvest ,and keep and harvest you shall bring the sheaf of first fruits.''

"جب تم اس سرزمین میں آباد ہو جاؤ جو میں تمہیں عطا کروں تو تم اپنی کھیتی کی فصل میں سے (مخصوص حصہ) گٹھا پیش کیا کرنا۔"[2]

11. Pentecost Feast کا تہوار

عید فسح کے سات ہفتوں کے مکمل ہونے پر یہ تہوار اس وقت آتا تھا جب فلسطین کی آخری فصل یعنی جو کے پکنے پر اسکے پھل کو مقررہ رسومات سے گزارا جاتا[3]

تاہم وقت کے ساتھ اس تہوار کی روح بھی فراموش ہوگئی اور یہ بھی صرف کھانے پکانے تک محدود ہو کر رہ گیا۔

12. عید کفارہ/ تقریب کفارہ

یہودی اپنے سال نو کے آغاز میں ایک دس روزہ تہوار مناتے ہیں جسے یوم کفارہ کہا جاتا ہے۔ اس تہوار کے اختتام پر یہ اپنی گناہوں کی معافی، سال نو کے لئے خصوصی دعائیں اور صدقہ و خیرات کا عمومی اہتمام کرتے ہیں۔ اس موقعے پر کھانے پینے کی چیزوں کی طرف توجہ کی بجائے روایتی اعمال کی طرف توجہ دی جاتی ہے اور اسی یہودی کفارہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔[4]

تقریب کفارہ اسی ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو منائی جاتی ہے اسکا حکم یہودیوں کو ان الفاظ میں دیا گیا:

---

1 متی: 26 :17، مرقس: 12:14

2 کتاب الاحبار، 10:23

3 کتاب الاحبار، 23 :27,28

4Encyclopedia of Religion and Ethics, vol:3, P:709

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

On the tenth day of this seventh month is the day of attonement. ‘‘

”اس مہینے کے دسویں دن تقریب کفارہ منعقد کی جائے گی“۔

اس دن کا مقصد یہ تھا کہ سارے سال کے مجموعی گناہوں کا احتساب کیا جائے تا کہ زندگی کو الوہی احکام کے مطابق گزارنے کا ذوق سلیم پیدا ہو۔

13. عید خیام/سکوت(Feast of Booths)

عید خیام یعنی خیموں کی عید ہے، یہ یہودیوں کی تین بڑی اور سالانہ عیدوں میں سے ایک ہے اور ساتویں عبرانی مہینے کی تشری (اکتوبر) کی پندرہ تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ لوگ فصل کاٹنے اور جمع کرنے کے بعد درختوں کی شاخوں سے جھونپڑیاں بناتے اور سات دن تک جشن مناتے۔ یہ عید اس وقت کی یادگار تھی جب بنی اسرائیل مصر کی غلامی سے آزادی کے بعد یہاں خیموں میں پناہ گزیں ہوئے۔ یہ ویوم کفارہ سے پانچ دن بعد شروع ہوتا اور آٹھ دن جاری رہتا۔ یہ عید فصل کی کٹائی کے خاتمے کو بھی ظاہر کرتی ہے۔ اور تاریخی طور پر بنی اسرائیل کے بیاباں میں بھٹکنے کی یاد میں منائی جاتی۔ اس عید کے دوران لوگ اس بات کی یاد میں کہ ان کے آباؤ اجداد اس بیابان میں کیسے زندگی بسر کرتے ہونگے۔ یروشلم میں جھونپڑیوں اور خیموں میں رہتے۔ اس عید پر دوسرے موقعوں کی نسبت زیادہ قربانیاں چڑھائی جاتیں۔ یہودیون کا دینی سال اسی عید کے آخری دن پہ اختتام پذیر ہوتا تھا۔ اسکا حکم کتاب الاحبار میں اس طرح تحریر ہے:

On the fifteenth day of the seventh month and for seven days is the feast of Booths.

”اس ساتویں مہینے کے پندرہویں دن سات دنوں تک تقریب خیام منائی جائے گی۔“[1]

14. یہودیت میں شادی کی رسومات کا تذکرہ

جس طرح بقیہ تمام ادیان میں شادی بیاہ کا تصور موجودہ ہے اور وہ اپنی مروجہ رسومات کے تحت معاشرے میں رائج ہیں اسی طرح یہودیت میں بھی شادی کی متعدد رسومات ہیں۔

شادی کی رسوم

رشید احمد نے اپنی کتاب ”تاریخ مذاہب“ میں یہودیوں کی شادی کا اجمالی خاکہ پیش کیا ہے:

یہودیوں میں شادی کا طریقہ بہت سادہ اور دلچسپ ہے۔ منگنی کا اعلان شادی سے پہلے کر دیا جاتا ہے۔ شادی کے دن روزہ رکھنے کو مستحسن سمجھا جاتا ہے۔ شادی کی رسم سہ پہر کو مجلس میں ادا کی جاتی ہے، جس میں کم از کم دس بالغوں کی موجودگی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ مجلس کی عمارت میں ایک ریشمی کپڑے کا شامیانہ تیار کیا جاتا ہے۔ جس میں دلہا دلہن کے ہمراہ آتا ہے۔ ربی ایک گلاس میں شراب لیتا ہے اور زوجین کے حق میں دعا کرتا ہے۔ پھر اس گلاس کو دلہا دلہن کو دے دیتا ہے۔ یہ لوگ شراب چکھتے ہیں۔ پھر دلہا دلہن کی انگلی میں انگوٹھی

1 الاحبار، 23 :24

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

پہناتے ہوئے عبرانی زبان میں کہتا ہے: "دیکھو تم اس انگلی کے ذریعے سیدنا موسیٰ اور اسرائیل کی رسوم کے مطابق میرے ساتھ منسوب ہو چکی ہو۔" پھر شادی کے عہد نامے کو آرامی زبان میں ربی با آواز بلند پڑھتا ہے۔ اس کے بعد شراب کا ایک گلاس لیتا ہے اور دعا کر کے پھر زوجین کو دیتا ہے جسے وہ دونوں چکھ لیتے ہیں۔ خالی گلاس فرش پر رکھ دیا جاتا ہے جسے نوشہ (دلہا) توڑ دیتا ہے اور حاضرین مزل توب یعنی خوش قسمت چِلاتے ہیں۔ [1]

یہودیت میں شادی کا مقصد

یہودیت میں عورت کی شادی خاوند کی خدمت اور اولاد پیدا کرنے کے لیے ہے۔ اگر کسی کے یہاں کئی سال تک اولاد نہ ہو تو وہ بلا جھجک دوسری شادی کر سکتا ہے اور اس کام کے لیے اسے اپنی بیوی سے کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں ہے۔

بائبل میں ہے:

"بیویاں کرو تا کہ تُم سے بیٹے بیٹیاں پَیدا ہوں اور اپنے بیٹوں کے لیے بیویاں لو اور اپنی بیٹیاں شَوہروں کو دو تا کہ اُن سے بیٹے بیٹیاں پَیدا ہوں اور تُم وہاں پھَلو پھُولو اور کم نہ ہو۔" [2]

نکاح کے قانون کی طرح طلاق کا قانون بھی یہودی روایات میں عورت کی مظلومیت کی داستاں سناتا ہے۔ یہودی مرد جب چاہے چھوٹی سی لغزش پر طلاق دے دیتے اور ان کو یہ حق مذہب نے دیا تھا۔

بقول مولانا ابو الکلام آزاد: "یہودیوں کو ان کے مذہبی تعلیمات کے ذریعے سے یہ حقوق حاصل ہیں کہ وہ جب چاہیں ایک ادنیٰ سی لغزش پر عورت کو گھر سے نکال باہر کر سکتے ہیں۔" [3]

15. یہودیت میں منگنی کی رسم

یہودیت میں منگنی کا تصور بھی پایا جاتا ہے اسی لیے یہودیت میں بھی شادی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک منگنی اور دوسرا شادی۔ منگنی شادی کا اعلان ہوتی ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ ان کی شادی عنقریب ہونے والی ہے۔

یہودی دائرۃ المعارف میں ہے:

"یہودی معاشرہ کے مطابق شروع سے ہی شادی کے دو مراحل ہیں betrothal: یعنی منگنی اور M. betrothal یعنی شادی۔ یہ وہ تقریب ہے جب ایک عورت اپنے منگیتر کی بیوی بنتی ہے اور پھر وہ عورت (اپنے شوہر کے مرنے یا طلاق کے بغیر) کسی اور سے شادی نہیں کر

1 رشید احمد، پروفیسر، تاریخ مذاہب، ادارہ ثقافت اسلامیہ، اسلام آباد، سن اشاعت 2013ء، ص289۔

2 کتاب یرمیاہ 6:29

3 ابو الکلام آزاد، مولانا، مسلمان عورت، مکتبہ جمال، لاہور، سن۔ن، ص23۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

سکتی۔[1]

یہودیت میں منگنی کی اقسام

یہودیوں میں منگنی تین قسم یا تین طریقوں سے ہوتی ہے۔[2]

یہ تینوں طریقے مشناہ میں مذکور ہیں:

1) ایک طریقہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکا منگنی کے طور پر لڑکی کو کچھ رقم دے دیتا ہے جو اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ ان کی آپس میں منگنی ہوگئی ہے اور یہ اب قانوناً ایک دوسرے کے منگیتر ہیں۔ زیادہ تر اس قسم کی منگنی میں پیسے کی بجائے انگوٹھی دی جاتی ہے جو منگنی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

2) منگنی کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی آپس میں ایک معاہدہ کر کے لکھ لیتے ہیں اور یہ لکھا ہوا معاہدہ ان کی منگنی کی علامت ہوتا ہے۔

3) منگنی کا تیسرا طریقہ یہودی معاشرہ میں بہت کم پایا جاتا ہے اس میں لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کے ساتھ جنسی میل ملاپ کر لیتے ہیں اور یہی ان کی منگنی شمار ہوتی ہے۔[3]

ان تین طریقوں میں سے آخری طریقہ کو تو قدیم یہودی علمانے ناجائز قرار دیا ہے اور دوسرا طریقہ یہودی معاشرہ میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ یہودی معاشرہ میں پہلا طریقہ ہی زیادہ تر رائج ہے یعنی انگوٹھی یا رقم کے ذریعے کسی سے منگنی کرنا، قدیم یہودی علمانے منگنی کے آخری طریقہ کو قبول نہیں کیا اور یہ یہودیوں میں رائج نہیں ہے۔ شادی کا دوسرا طریقہ بھی آج کل بہت کم ہے۔ پہلا طریقہ ہی آج کل اور ہمیشہ سے رائج ہے۔ شادی میں زیادہ کردار مرد ہی کا ہے لیکن عورت کی رضامندی کے بغیر اس شادی کی کوئی وقعت نہیں ہے۔[4]

16. بچے کی پیدائش کی رسمیں

یہودی گھرانے میں کسی نومولود کی آمد کا اصل مطلب دنیا میں یہودی نسل کو پھیلانا ہے۔ اسی لیے بچوں کے نام خصوصی طور پر یہودیت کے مطابق ہی رکھے جاتے ہیں۔ جس کے لیے کئی رسمیں پائی جاتی ہیں۔ پیغمبروں اور بزرگوں کے نام پر نومولود کا نام رکھنا بہت پسندیدہ عمل ہے۔ لیکن اپنے فوت شدہ عزیز و اقارب کے نام پر بھی نام رکھے جا سکتے ہیں۔ بعض یہودی گھرانوں میں پہلوٹھی کے بچے کی پیدائش پر نام رکھنے کا

1 Jewish Encyclopedia,p1272۔

2 Jewish Encyclopedia,p1272۔

3 tractate Kiddushin 1:1

4 :Jewish Encyclopedia,p1272

حق ماں کو جب کہ دوسری پیدائش پر نام رکھنے کا حق باپ کو حاصل ہے۔ لڑکی کی ولادت پر اسکا نام رکھے جانے کی رسم کے لیے باپ کو سینیگاگ میں جانا لازمی ہوتا ہے۔ کچھ یہودی اس مقصد کے لیے پیدائش کے بعد تین دن تک انتظار جائز سمجھتے ہیں۔ نام رکھنے سے پہلے دعا بھی مانگی جاتی ہے۔

تالمود کے مطابق رومی سلطنت میں یہودیوں کو بچوں کے ختنہ کرانے سے حکماً روک دیا گیا تھا۔ نومولود کی پیدائش کے بعد لیکن ختنے سے ایک دن پہلے ایک دعوت رکھی جاتی تھی جس کا مقصد رومیوں پر یہ ظاہر کرنا ہوتا تھا کہ بچے کی ختنہ ان کی شریعت کے مطابق آٹھویں دن نہیں کرائی جائے گی۔ اس موقع پر موم بتیاں جلانا بھی ایک معروف عمل ہے۔ بچے اور بچی کا نام آٹھ دن سے پہلے رکھنے کی ممانعت ہے۔ اور آٹھویں دن ہی لڑکے کی ختنہ بھی کرئے جانے کا متعین دن ہے۔

کتاب پیدائش میں درج ہے کہ "اور میرا عہد جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میرے سے ہر ایک فرزند نرینہ کی ختنہ کی جائے۔" (1)

یہودیت میں ختنے کا عمل آٹھویں دن کیا جانا ضروری ہے۔ خواہ اس دن یوم سبت ہو یا یا یوم کپور۔ جس میں ہر کام کرنے کی ممانعت ہوتی ہے۔ البتہ اگر بچے کی صحت کے پیش نظر ڈاکٹر ختنہ ملتوی کر دینے کا مشورہ دے تو پھر بھی آئندہ ختنے کا عمل یوم سبت یا یوم کپور پر انجام دینے کی ممانعت ہو جاتی ہے۔

ختنے میں آٹھویں دن کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اگر ختنہ آٹھویں دن سے پہلے کرالی گئی ہو تب بھی آٹھویں دن ختنے کے مقام سے خون کا ایک قطرہ گرایا جانا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے ڈاکٹر کی بجائے اس کام کے لیے مامور کسی مذہبی فرد Mohel کو بلانا چاہیے جو نہ صرف اس عمل کی مذہبی باریکیوں سے بھی آگاہ ہوتا ہے بلکہ اسے کھال کاٹنے کا عمل بھی آتا ہے۔ بالفرض اگر کسی علاقے میں Mohel موجود نہ ہو تو اسے کسی اور علاقے سے تلاش کر کے لانا چاہیئے۔ ختنہ کرائے جانے کے وقت گھر کا کوئی بڑا بچے کو اپنی گود میں پکڑتا ہے۔ یہودیوں کو اس عقیدہ پر یقین ہے کہ اس موقع پر انکے ایک نبی حضرت الیاس علیہ السلام بھی غیر مرئی طور پر موجود رہتے ہیں۔ جنہیں عہد و پیمان کا فرشتہ کہہ کر بھی جانا جاتا ہے۔ ان کے لیئے ایک خالی کرسی وہاں بطور خاص رکھوائی جاتی ہے۔ جس کے ایک خانے میں خاندانی بزرگ بچے کو لے کر بیٹھتے ہیں۔ عام طور پر یہ ماں کا کام ہوتا ہے کہ وہ بچے کو بزرگ کے حوالے کرے۔ مذکورہ کرسی کے دوسرے خانے میں سمجھا جاتا ہے کہ تصوراتی طور پر عالیجاہ نبی خود موجود ہیں۔ ان کی وہاں موجودگی کا مقصد نومولود بچے کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ عام طور پر ایلیجاہ نبی کی کرسی کو ختنے کے تین دنوں بعد تک اپنی جگہ پر خالی چھوڑ دیا جاتا ہے کیونکہ یہ مدت بچے کی صحت یابی کے لیے بہتر سمجھی جاتی ہے۔ ختنے کے مقام تک بچے کو لائے جانے کے وقت تمام حاضرین شروع سے آخر تک کھڑے رہتے ہیں۔ اس عمل سے پہلے بچے کو چند لمحوں کے لیے ایلیجاہ نبی کی کرسی پر بٹھایا جاتا ہے۔ بعد ازاں شراب کی ایک پیالی پر برکت کی دعا پڑھ کر بزرگ کو وہ شراب پلا دی جاتی ہے۔ اس وقت تھوڑی سی شراب بچے

1 کتاب پیدائش، باب 17، آیات 10

اور اسکی ماں کے منہ میں انڈیلی جاتی ہے۔ اس موقع پر بچے کا نام بھی رکھ دیا جاتا ہے۔ یہودی اس بات پر ااج تک فخر کرتے ہیں کہ ان کی طویل تاریخ میں بہت سارے یہودیوں نے اس مقصد کے لیے اپنی جان قربان کردی تھی۔ کیونکہ مختلف حکمرانوں کی جانب سے انہین ختنہ کرانے سے زبردستی روک دیا جاتا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ختنہ دراصل انکے اور خدا کے درمیان ایک ہمیشہ قائم رہنے والا عہد ہے۔

17. یہودیت میں موت کے بارے رسومات وتعلیمات

یہودیوں میں قدامت پسند اور جدت پسند اور اصلاح پسند (Orthodox, Reformist & Conservative) تین بڑے گروہ ہیں اور تینوں کے موت کے بارے میں نظریات و رسومات قدرے مختلف ہیں۔ اکثر یہودی موت کو اسی زندگی کا تسلسل مانتے ہیں۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ یہ موت خدا کے پلان کا حصہ ہے۔ جب کوئی یہودی قریب المرگ ہوتا ہے تو اسکے عزیز واقارب اکٹھے ہو جاتے ہیں اور مذہبی پیشوا (ربی) کو بلاتے ہیں جو خاص قسم کی دعائیں پڑھتا ہے۔ تاکہ موت اور آخرت کا سفر آسان ہو۔ جب وفات ہو جاتی ہے تو میت کی آنکھیں بند کردی جاتی ہیں۔ میت کو زمین پر لٹا کر کپڑے سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ اور اسکے پاس موم بتیاں جلادی جاتی ہیں۔ میت کو ایک لمحے کے لیے اکیلا نہیں چھوڑا جاتا۔ میت کے قریب کھانا پینا منع ہوتا ہے۔ میت کو ہر بندہ غسل نہیں دے سکتا۔ اس کام کے لیے رضاکاروں کی ایک ٹیم ہوتی ہے جو یہ کام کرتی ہے۔

کفن دفن

اسرائیل میں عام طور پر مردے کے لیے کفن کا اہتمام نہیں کیا جاتا تاہم دیگر علاقوں میں میت کو ایک ہی سفید کپڑے میں لپیٹا جاتا ہے ۔ماتمی حضرات کے لیے آنسو بہانا سوگ کا حصہ ہے۔ بعض ماتمی حضرات غم کا اظہار کرتے ہوئے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں۔

یہودی مذہب کی تعلیمات کے مطابق میت کو جلد از جلد دفن کیا جاتا ہے۔ جس تابوت میں میت لیجائی جاتی ہے راستے میں میت کا ایک رشتہ دار مٹھی بھر مٹی تابوت میں ڈالتا ہے تاکہ میت کا رشتہ زمین کے ساتھ جڑنا شروع ہو جائے۔ میت یا قبر کے اوپر پھول ڈالنے کا رواج نہیں ہے۔ جو لوگ بعد میں قبر دیکھنے جاتے ہیں وہ ایک نشانی کے طور پر ایک چھوٹا سا پتھر قبر کے اوپر رکھ آتے ہیں۔ دفن کے بعد چند یوم تک جو بھی مرحوم کا دوست یا رشتہ دار قبر پر جاتا ہے وہ یادگار یا نشانی کے طور پر پتھر کا ایک ٹکڑا رکھ آتا ہے۔ قبرستان سے واپسی پر موم بتیاں دوبارہ جلا کر سات روزہ سوگ کا آغاز کیا جاتا ہے جسے شیواہ کہتے ہیں۔ قبرستان سے واپسی پر اہل خانہ کھانا نہیں بناتے بلکہ ان کا کھانا قریبی رشتہ دار پکوا کر بھیجتے ہیں۔ مرنے والے کی یاد میں ہر سال عبرانی کیلنڈر کے مطابق برسی منائی جاتی ہے۔

خلاصہ بحث ونتائج

خوشی اور غمی انسانی زندگی کا حصہ ہیں۔ اور خوشی وغمی پر مشتمل رسم ورواج دنیا کے ہر معاشرے میں موجود ہیں۔ ان رسومات کے انسانی معاشرے پر متعدد اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ان خوشی وغمی کی رسومات کی معاشرتی اہمیت یہ ہے کہ ان کے ذریعے سے باہمی محبت و الفت کا رشتہ استوار ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ایک دوسرے کی خوشی وغمی میں شریک ہو کر باہمی رشتوں کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔ یہودیت میں

کئی قسم کی خوشی و غمی کی رسومات ہیں جن میں عید فصح، عید پوریم، عید حنوکا، یوم السبت (ہفتے کا دن)، سال سبت، یوم خمیس، شادی بیاہ اور فوتگی کی رسومات شامل ہیں۔ ان رسومات کی وجہ سے باہمی محبت والفت، اخوت وبھائی چارگی، اخلاقیات، حسن معاشرت، ایک دوسرے کے غم میں شریک ہونا، وفاداری، باہمی تعاون جیسے اوصاف جنم لیتے ہیں۔ غمی کی رسومات کے دوران معاشرتی مدد کو یقینی بنایا جائے۔ کمیونٹی کے افراد ایک دوسرے کی مدد کریں اور غمزدہ خاندانوں کو معاشی اور جذباتی حمایت فراہم کریں۔ یہودیت کی خوشی اور غمی کی رسومات معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان رسومات کے ذریعے مختلف کمیونٹیز کے درمیان روابط مضبوط کیے جائیں اور بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیا جائے۔ خوشی اور غمی کی رسومات کے حوالے سے مختلف مذاہب کے درمیان مکالمے کو فروغ دیا جائے تاکہ معاشرتی ہم آہنگی اور بھائی چارے کو تقویت مل سکے۔